ابوالولید طیالسی کہتے ہیں: ظالم رگ سے مراد ایسا شخص ہے جو دوسرے کی چیز چھین لیتا ہے۔ یعنی دوسرے کی ملکیتی زمین میں شجر کاری کرتا ہے۔ [الترمذی ۳/۶٦۳]

اس کا مطلب واضح ہے کہ دوسرے کی زمین پر ناجائز درخت لگانے والے کو کوئی حق ملکیت حاصل نہیں، خواہ وہ درخت کلاں ترین ہو گیا ہو، کیونکہ: ''حرام'' پرانا ہونے پر ''حلال'' نہیں بن جاتا۔

لیکن بہت پرانے مقدمے میں چونکہ اصل مدعی و مدعا علیہ اور گواہان مرکھپ چکے ہوتے ہیں اور تحریری دستاویز بھی بوسیدہ ہو کر غیر واضح ہو جاتا ہے اور اس کی تصدیق بھی مشکل ہوتی ہے، تو نہ صرف قاضی کے لیے؛ بلکہ خود فریقین کے لیے بھی سو فیصد حق و ناحق واضح نہیں ہوتا۔

اس کے باوجود جب تنازعہ ہو جاتا ہے، تو فریقین کو قانون ہاتھ میں لینے اور امن وامان غارت کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اس لیے قاضی پرانے مقدمے کی بھی سماعت کرے گا، لیکن اس کی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ فریقین کو وعظ کر کے مصالحت یا مقدمے سے دستبرداری پر آمادہ کیا جائے۔ جیسے کہ کئی حدیثوں میں یہ طریقہ بیان ہو چکا ہے۔

ابن حجر: ابوعبید نے کتاب القضاء میں صحیح سند سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عمرؓ کو اپنا وصی بنا رکھا تھا۔ پھر آپؓ کے پاس ایک شخص ایک ایسی دستاویز لے آیا' جس کے گواہوں کے نام مٹ چکے تھے۔ ابن عمرؓ نے اس سے قسم لے کر اس کی مطلوبہ چیز دے دی۔ [فتح الباری الشھادات باب ۲۳ ۵/۳۳۷]

تصادم

دس چیزیں دس چیزوں کو فنا کر دیتی ہیں:

۱۔ توبہ گناہ کو
۲۔ دکھ زندگی کو
۳۔ غصہ عقل کو
۴۔ صدقہ مصیبت کو
۵۔ چغلی دوستی کو
۶۔ نماز بے حیائی کو
۷۔ نیکی بدی کو
۸۔ جھوٹ رزق کو
۹۔ ظلم انصاف کو
۱۰۔ تکبر اعمال کو

(مرسلہ: عبدالغفار خان از خانیوال)

اصلاح عقیدہ قسط 29 (آخری)

بدعت کی شرعی حیثیت

تصنیف: محمد حسن آصم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ تقدیم وتعلیق: ابو محمد عبدالوھاب خان

عبد النبی ، عبد الرسول جیسے نام رکھنا:

رسالت مآب ﷺ کا فرمانِ مقدس ہے: "أحب الأسماء إلى الله عبدالله وعبدالرحمن" "اللہ پاک کے ہاں تمام ناموں میں سے پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔" [مسلم الآداب ح: ۲ ۱٤/ ۱۱۳، بخاری الادب باب ۱۰۵ اشارۃ] یعنی وہ نام جن میں لفظ "عبد" کی اضافت "اللہ" کی طرف ہو، مثلاً عبداللہ وعبدالرحمٰن وغیرہ ☆(۱) پھر وہ نام ہیں جن میں "محمد" کا نام شامل ہو، مثلاً محمد ابراہیم، محمد اسمٰعیل وغیرہ ☆(۲) لفظ "عبد" ایک مشترکہ اسم ہے عبد کے معنی عـابـد کے بھی آتے ہیں اور خادم وغلام کے بھی۔ جب اس کی اضافت غیر اللہ کی طرف ہوتی ہے، تو خادم اور غلام مراد ہوتا ہے، جیسے: ﴿وأنكحوا الأيامى منكم والصالحين من عبادكم وإمآئكم﴾ [النور ۳۲] لیکن تسمیہ (نام رکھنے) کے موقع ومحل پر عموماً یہ لفظ عبادت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور ایسے موقع پر اس کے متبادر معنی یہی ہیں۔ اس لیے ایسا نام ایہامِ شرک سے خالی نہیں ہے، جس سے احتراز کرنا نہایت ضروری ہے۔

☆(۱) امام نوویؒ: اس حدیث سے ان دونوں ناموں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ [المنهاج: ۱۱۳/۱٤]

ان دونوں اسماء کی فضیلت کی ایک وجہ یہ بیان ہوئی ہے کہ قرآن مجید میں لفظ عبـد کی اضافت اسمائے الٰہی میں سے صرف ان دونوں کی طرف آئی ہے: ﴿لما قام عبدُ اللهِ يدعوه﴾ [الجن ۱۹]، ﴿وعبادُ الرحمٰنِ الذين يمشون ......﴾ [الفرقان ٦۳] اور اس کی تائید اس فرمان الٰہی سے بھی ہوتی ہے: ﴿قل ادعوا اللهَ أو ادعوا الرحمٰنَ﴾ [الاسراء ۱۱۰]

البتہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک ضعیف روایت کے مطابق امام قرطبیؒ نے عبدالرحیم، عبدالملک وغیرہ ناموں کو بھی اس میں شامل قرار دیا ہے۔ [فتح الباری ۱۰/ ۵۸۵-۵۸٦]

☆(۲) کئی صحابہ رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "سموا باسمي ولا تكتنوا بكنيتي" "میرا نام رکھ سکتے ہو؛ لیکن میری کنیت مت رکھو۔" [بخاری الأدب باب ۱۰٦ ح: ٦۱۸۷، ٦۱۸۸، مسلم الآداب ح: ۱]

ممانعت کے ساتھ صادر ہونے والا امر صرف اجازت کی دلیل ہے۔ لہٰذا لفظ حدیث سے ایسے ناموں کی فضیلت صریحاً ثابت نہیں ہوتی، البتہ حضرت محمد ﷺ کی افضلیت کی بنیاد پر عام ناموں سے آپ ﷺ کے مبارک نام کو افضل قرار دیا جاسکتا ہے۔ واللہ أعلم

شاہ عبدالعزیزؒ تحریر فرماتے ہیں: شرک چنانچہ در عبادت وقدرت می شود، ہمیں قسم شرک در تسمیہ ہم میشود۔ ایں قسم نام نہادن شرک در تسمیہ است، ازیں ہم احتراز لازم است۔

مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی لکھتے ہیں: اگر اعتقاد ایں معنی است کہ ایں کس عبد النبی نام دارد بندۂ نبی است' عین شرک است، واگر عبد بہ معنی غلام مملوک است' آں ہم خلاف واقع است۔ واگر مجاز أعبد بہ معنی مطیع ومنقاد گرفتہ شود مضائقہ ندارد☆ لیکن خلاف اولیٰ است۔ روی مسلم فی صحیحه عن أبی هريرة أن رسول الله ﷺ قال:

" لايقولنَّ احدكم عبدی وأمَتی ، کلکم عَبيدُالله وكل نسائكم إماء الله ولكن ليقل غلامی وجاريتی وفتای وفتاتی " [مسلم الألفاظ من الأدب ۱۵/۵-۷ ح: ۱۳-۱۵، ونحوه فی البخاری العتق باب ۱۷ ح: ۲۵۵۲] ''تم میں سے کوئی ہرگز یوں نہ کہے'' میرا بندہ، میری بندی'' تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری ساری خواتین اللہ کی بندیاں ہیں، لیکن اپنے غلام کو'' میرا غلام، خادم، لونڈی، خادمہ'' وغیرہ کہو۔ [مجموعه فتاویٰ] اوردوسرے مقام پر لکھتے ہیں: ایسا نام جس کی اضافت ''عبد'' کی طرف غیر اللہ کی ہو، شرعاً درست نہیں ہے، اگرچہ صرف اس قسم کے نام رکھنے سے حکم شرک کا نہ ہو، بسبب اس احتمال کے کہ عبد سے مراد خادم ومطیع ہو، مگر بوئے شرک سے ایسا نام رکھنا خالی نہیں ہے۔ قرآن وحدیث اس قسم کے نام رکھنے کی ممانعت پر دال ہیں اور علمائے امت محمدیہ نے بھی جابجا اس کی تصریح کی ہے۔

مفتی احمد یار صاحب کو بھی اس کا اقرار ہے کہ یہ ممانعت'' مکروہ تنزیہی'' کے طور پر ہے کہ عبدی کہنا بہتر نہیں؛ بلکہ غلامی کہنا اولیٰ ہے۔ [جاء الحق]

لیکن ساتھ ہی لکھتے ہیں: ''ہاں اگر اس زمانہ میں دیوبندیوں اور وہابیوں کو چڑانے کے لیے یہ نام رکھے تو بہت باعثِ ثواب ہے۔'' [بلفظه: جاء الحق]

مفتی صاحب کو عجیب وغریب فتویٰ ہاتھ لگا ہے، کہ جو چیز فی نفسہٖ مکروہ تنزیہی بھی ہو؛ مگر چونکہ وہابیوں اور دیوبندیوں کو چڑانا کارِ ثواب ہے؛ لہٰذا یہ نام رکھنا بہت ثواب کا کام ہے۔

☆ اس دور میں جبکہ بہت سے اسلامی فرقے نبی کریم ﷺ اور آپ کے بعض اہل بیت اور جلیل القدر صحابہ ؓ کو صریح الفاظ میں'' حاجت روا، مشکل کشا'' کہہ کر غائبانہ مدد کے لیے پکارتے ہیں، کسی توحیدی کو'' مجاز'' کے بہانے ایسا نام ہرگز نہیں رکھنا چاہیے جس سے شرک کا اظہار ہو۔ نیز صحابہ کرام ؓ اور تابعین عظامؒ میں ایسا کوئی نام نظر نہیں آتا۔ (ابومحمد)

سبحان اللہ ! مفتی صاحب کا اپنا کوئی مذہب نہیں، ان کا مذہب تو دیوبندیوں اور وہابیوں کی مخالفت کرنا ہے، اگرچہ دیوبندی اور وہابی اپنے دعاوی پر ٹھوس دلائل بھی رکھتے ہوں اور مفتی صاحب کے پاس سوائے کاغذ کی کشتی کے کچھ بھی نہ ہو، مگر مخالفت ضرور کرنی ہے۔

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

معلوم ہوا کہ مفتی صاحب کو خوفِ الٰہی، فکرِ آخرت اور تلاشِ حق کا سرے سے خیال ہی نہیں؛ بلکہ صرف دیوبندیوں کی مخالفت سے ثواب کے متلاشی ہیں۔ شوق سے کیجیے! مگر ایسا وقت یقیناً آنے والا ہے کہ کھرا اور کھوٹا سب واضح ہو جائے گا۔

باش کہ تا طبلِ قیامت زنند آں تو نیک آید و یا اینِ ما

ابھی بہت کچھ بدعات قابلِ تردید باقی ہیں؛ مگر بخوفِ طوالت سردست انہی پر اکتفا کرتا ہوں۔ ایک عاقل اور منصف مزاج کے لیے ان میں کافی سامانِ عبرت موجود ہے۔

اب صرف ایک حدیث پیش کر کے اس باب کو ختم کرتے ہیں: **عبدالرزاق عن معمر عن زید عن الحسن قال قال رسول الله ﷺ: " عمل قليل في سنة خير من عمل كثير في بدعة ، ومن استن بي فهو مني ومن رغب عن سنتي فليس مني ۔"** [مصنف عبدالرزاق ۱۱/۲۹۱ ح:۲۰۵۶۸] "سنت کے مطابق تھوڑا سا عمل بھی اس عمل کثیر سے بہت بہتر ہے جس میں بدعت شامل ہو۔ نیز فرمایا: جس نے میری سنت کی پابندی کی وہ میرا ہے اور جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ میرا نہیں ہے۔" اے اللہ ! ہمیں حضرت امام الانبیاء وسید الرسل خاتم النبیین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرما۔ **آمین برحمتک یا أرحم الراحمین**

یاد رکھیے! یہی وہ راہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور معصیت کے راستے سے ہرگز اس کو راضی نہیں کیا جا سکتا۔ اور جن چیزوں کو نبی کریم ﷺ نے ترک کر کے امت کو دکھلائی ہے، ہمارے لیے ان کا ترک کرنا ہی سنت ہے۔ اور اسی کی پابندی و پیروی کرنا محبت الٰہی کی دلیل ہے۔ کیونکہ عبداللہ بن عمرؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے: "**إن الله يحب أن تؤتى رُخصه كما يكره أن تؤتى معصيته**" "بیشک اللہ تعالیٰ اپنی عطا کردہ رعایت کو اختیار کرنے سے خوش ہوتا ہے، جس طرح اس کی نافرمانی کرنے سے ناراض ہو جاتا ہے۔" [أحمد ح:۵۸۶۶، ۵۸۷۳، ابن حبان ح:۲۷۴۲، ۳۵۶۸، ابن خزیمة ح:۹۵۰، بیهقی ۳/۱۴۰ وصححه الارنؤط]